زکوٰۃ الفطر بشکل نقد و طعام

ڈاکٹر مرزا نعیم الدین

زکوٰۃ الفطر قرونِ اولیٰ سے جنس کی شکل میں ادا کی جاتی رہی ہے اور اس کی نقد ادائیگی عام طور پر سنت کے مطابق نہیں سمجھی جاتی۔ علاوہ بڑے شہروں کے اب بھی اس کی ادائیگی زیادہ تر جنس ہی کی شکل میں کی جاتی ہے۔ علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ آج کل کے معاشی و معاشرتی دور میں اس کی نقد ادائیگی سنت کے خلاف تو نہیں؟

اِس دَور کے معاشرتی و معاشی حالات' کاروبار' لین دین کے طریقے قرونِ اولیٰ کے طریقوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اُس دور میں جنس کے بدلے جنس جس کو ''بارٹر سسٹم'' کہا جاتا ہے' کا عام رواج تھا' درہم و دینار کا چلن عام نہ تھا۔ اب بارٹر طریقہ کار بالکل ختم ہو چکا ہے۔ کلی طور پر نقد ہی کے ذریعے کاروبار ہوتا ہے (خال خال گاؤں' دیہاتوں میں شاید بارٹر طریقہ بہت ہی چھوٹے پیمانہ پر ہوتا ہو)۔ تو کیا ان حالات میں جنس کی شکل میں زکوٰۃ الفطر ادا کرنے سے وہی مقاصد حاصل ہوتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اور قرونِ اولیٰ میں ہوتے تھے؟

اسلام ہر زمانے کے لیے ہے' یعنی اس میں زمانے کے لحاظ سے ہر مسئلے کو بدرجۂ اتم حسن و خوبی کے ساتھ حل کرنے کی صلاحیت ہے اور وہ ہر معاملے میں متوازی اور معتدل حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''آسانیاں پیدا کرو' مشکل میں نہ ڈالو' بیچ بیچ کی چال چلو' صراطِ مستقیم کے قریب قریب رہو اور خوشخبری حاصل کرو''۔ (صحیح البخاری)

زکوٰۃ الفطر کے تین جز ہیں: اوّل نصاب' دوم طریقۂ ادائیگی اور سوم اس کا مقصد۔

(i) نصاب: نصاب کی حیثیت شرعی ہے' یعنی ایک صاع۔ احادیث میں کوفی صاع و مدنی صاع کا ذکر ملتا ہے۔ مدنی صاع کوفی صاع سے کچھ زیادہ ہے۔ مدنی صاع کے حساب سے زکوٰۃ الفطر ادا کرنا زیادہ صحیح سمجھا جاتا ہے۔ صاع پیمانہ حجم ہے پیمانۂ وزن نہیں۔ صاع کا پیمانہ مقرر کرنے میں بڑی حکمت ہے۔ ہر چیز کا حجم اس کے مادی ہونے کے باعث وزن میں

برابر نہیں ہوتا۔ ایک صاع گندم وزن میں ایک صاع آٹے کے وزن سے زیادہ ہوگا' کیونکہ آٹا پھولا ہوا ہوتا ہے اور گندم ٹھوس۔ زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی کے لیے طعام کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ الفطر کی شرعی حیثیت ایک صاع طعام ہے۔ اُس زمانہ کا طعام جو' کشمش' کھجور اور پنیر وغیرہ تھا۔ گندم' چاول' بے جڑ' باجرہ وغیرہ ہمارے زمانہ کا طعام ہے۔

(ii) طریقہ ادائیگی: قرونِ اولیٰ میں طریقہ ادائیگی بشکل جنس تھا۔ جنس میں طریقہ ادائیگی کی حیثیت شرعی معلوم نہیں ہوتی' بلکہ معاشرتی' کاروباری اور رواجی معلوم ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی مدت دراز تک عوام الناس میں اشیاءِ صرف و استعمال کی خرید و فروخت درہم و دینار میں نہیں ہوتی تھی' بلکہ اشیاء طعام ہی کے ذریعے ہوتی تھی۔ اگر اس وقت فطرہ کی ادائیگی نقد کی شکل میں کر دی جاتی تو عوام مسلمین کے لیے ممکن نہ ہوتی' لہٰذا اس کو بشکل جنس ہی رکھا گیا۔ شریعت نے دینی امور کی ادائیگی میں ہمیشہ آسانی کو اختیار کیا ہے۔

(ii) تیسرا اہم جز فطرہ کا مقصد: ماہِ رمضان میں روزے کی حالت میں لغو باتوں کے سرزد ہو جانے کا کفارہ اور مسلم معاشرہ کے غریب و مساکین جو باعث غربت و افلاس جشن ملی یعنی عید کی خوشیوں میں شریک نہ ہو سکتے تھے' ان کی اعانت کہ وہ عید کے لیے اچھا لباس زیب تن کر سکیں' اچھا کھانا کھا سکیں اور جشن ملی کی شان و شوکت میں نمایاں اضافہ کریں۔ علاوہ اسلام کے کسی بھی مذہب میں عوام غریب و مساکین کو جشن ملی کی خوشیوں میں شریک کرنے کے لیے لازمی صدقہ کی ادائیگی نہیں ہے۔ زکوٰۃ الفطر کا یہی ایک بڑا مقصد ہے اس کی لازمی ادائیگی کے ذریعے مفلس و مسکین اور غریب مسلمین کو اس قابل کر دیا جاتا ہے کہ وہ جشنِ ملی کی گہما گہمی اور خوشیوں میں برابر کے شریک ہو جائیں اور انہیں کسی قسم کا احساسِ محرومی نہ ہو۔

آیئے غور کرتے ہیں کہ کیا طریقہ ادائیگی بشکل نقد غیر شرعی ہے' کیا یہ شریعت کے کسی بنیادی مقصد سے ٹکراتا ہے یا مقصد براری میں سہولت و آسانی پیدا کرتا ہے۔ ہمارے دور میں بارٹر سسٹم کہیں بھی رائج نہیں ہے' غرباء و مساکین کے ہاتھوں میں نقدی فراہم ہونے سے وہ اپنے لیے اشیاءِ صرف و استعمال مثلاً لباس' پوشاک' جوتے' ٹوپی وغیرہ کی خریداری بآسانی کر سکتے ہیں۔ انہیں ہر چیز کی خریداری کے لیے نقد ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں فطرہ میں جو آٹا ملتا ہے وہ اس کو کم قیمت پر فروخت کر کے نقدی حاصل کرتے ہیں اور اس سے اپنے لیے عید کے

سلسلہ میں ضرورت کی چیزیں خریدتے ہیں۔

آپ زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی کے لیے دکاندار سے آٹا خریدتے ہیں۔ دکان دار آپ کو ۱۰۰ روپے کے بدلے ۹۰ روپے کی قیمت کا آٹا دیتا ہے' دس روپے اس کے اپنے منافع کے ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے فطرہ میں وہی آٹا دیا تو اس غریب و مسکین کو ۹۰ روپے ملے۔ آپ نے گویا اس کی قوت خرید دس روپیہ کم کر دی۔ اب وہ شخص اس آٹے کو فروخت کر کے اشیاءِ صرف کی خریداری کے لیے نقد روپیہ حاصل کرتا ہے' دکاندار اس کو اس کے ۸۰ روپے دیتا ہے' کیونکہ ایسے موقع پر دکاندار بازار کی تھوک قیمت سے کم پر خریدتا ہے۔ اگر اس غریب کو بجائے اس آٹے کے سو روپے نقد مل جاتے تو اس کو ۲۰ روپے کی قوت خرید کا فائدہ ہوتا۔ اس طرح جنس کے طریقۂ ادائیگی میں غریب کو ۲۰ روپے کا نقصان ہوا اور دکاندار کو ۲۰ روپے کا فائدہ پہنچا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صاع طعام دیا کرتے تھے اور ہمارا طعام جو' کشمش' پنیر و کھجور تھا''۔ (صحیح بخاری)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا وہ لوگ جو سالم کھاتے تھے یا اس کا آٹا؟ کھاتے تو آٹا تھے مگر فطرہ میں سالم جو دیا کرتے تھے۔ اگر سنت کی پیروی اس چیز میں ہے کہ فطرہ میں طعام ہی دیا جائے تو ہمیں بجائے آٹے کے سالم گندم دینا چاہیے۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھاتے تو تھے جو کا آٹا مگر فطرہ میں سالم جو دیتے تھے۔ اس تبدیلیٔ شکلِ جنس کے لیے ہمارے پاس کون سی حدیث ہے؟ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک صاع سالم گندم کا وزن ایک صاع آٹے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگر فطرہ سالم گندم کی شکل میں دیا جائے تو وزن کے اعتبار سے وہ آٹے کے وزن سے زیادہ ہو گا۔ اگر وہ ایک صاع گندم فروخت کرے گا تو اس کو ایک صاع آٹے کی فروخت سے زیادہ نقدی ملے گی' کیونکہ سالم گندم کا وزن زیادہ ہے۔

صاع کی شرعی حیثیت

ہم لوگ پیمانۂ صاع کو شرعی حیثیت دیتے ہیں۔ صاع کوفی' صاع مدینہ سے کچھ کم ہے۔ کوفہ میں کاروبار اسی صاع سے ہوتا ہے لہٰذا فطرہ بھی اسی صاع سے دیا جاتا ہے۔ اگر صاع کی شرعی حیثیت ہوتی تو کوفے میں بھی مدنی صاع ہی سے فطرہ دیا جاتا۔ بعض فقہی مذاہب کوفی صاع سے اور بعض دینی جماعتیں مدنی صاع سے فطرہ ادا کرتی ہیں۔

کبائر صحابہؓ کے نزدیک صاع کی شرعی حیثیت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و دیگر اکابرین صحابہؓ جو معاویہؓ کی خلافت میں حیات تھے انہوں نے صاع کو شرعی حیثیت نہیں دی کہ اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی نہ کی جاسکے۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت کے زمانہ میں ملک شام سے کافی مقدار میں سرخ گندم مدینہ منورہ آنے لگی اور اس نے طعام کی شکل اختیار کر لی۔ انہوں نے اہل مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''میں سمجھتا ہوں کہ شام کی سرخ گندم کا نصف صاع (قیمت میں) کھجور کے ایک صاع کے مساوی ہے' لہٰذا فطرہ بجائے ایک صاع کھجور کے نصف صاع گندم سے ادا ہو سکتا ہے''۔ لوگوں نے اسی کو اختیار کر لیا۔ (صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ)

اس وقت اکابر صحابہؓ موجود تھے جو فہم وفقہ میں ہم سے زیادہ درک رکھتے تھے' جو دین میں سنت کی اہمیت کو اور شرعی معاملات کو ہم سے زیادہ صحیح اور بہتر سمجھتے تھے' لیکن کسی نے بھی امیر معاویہؓ کی اس ترجمانی (interpretation) پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور عملاً اس کو اپنا لیا' حالانکہ بظاہر جب گندم نے طعام کی حیثیت اختیار کر لی تھی تو حدیث اور متواتر عمل کے باعث طعام [چاہے وہ جو ہو یا گندم ہو] کا ایک صاع ہی فطرہ میں دینا چاہیے تھا۔ حضرت معاویہؓ اور تمام اکابر صحابہؓ کے عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتاً اُس وقت اُس صاع کا نصف صاع مقرر کرنے میں قیمت پیش نظر تھی۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ زکوٰۃ الفطر کا نصاب صحابہؓ کے خیال واجتہاد میں قیمت کے اعتبار سے کیا گیا تھا' یہی وجہ تھی کہ نصف صاع گندم کو ایک صاع کھجور کے مساوی کر دیا۔ اکابر صحابہ کے تعامل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ زکوٰۃ الفطر بجائے جنس کے نقد شکل میں ادا کرنا خلاف شرع نہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دین آسان ہے' دین میں لچک ہے۔ دین میں آسانی پیدا کرنے کا ''مشورہ'' ہی نہیں حکم دیا گیا ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسولؐ کے کسی قول و فعل کے مقاصد میں کوئی کمی نہ ہو' اس کی روح اور افادیت میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو عملی شکل میں عامۃ المسلمین کی بہتری و آسانی کی خاطر تبدیلی کر لی جائے تو دین میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ الفطر کا حقیقی مقصد غرباء و مساکین کی جشنِ ملی کی خوشیوں میں شرکت کے لیے ایک فرض کی گئی اعانت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کاروبار خرید و فروخت' روزمرہ کی اشیاءِ صرف کا حصول بارٹر سسٹم تھا' لہٰذا آسانی کی خاطر جنس کی شکل میں ادائیگی فطرہ کا طریقہ رائج کیا گیا'

لہٰذا صاع کی حیثیت شرعی نہیں معاشرتی ضرورت و آسانی ہوئی۔ موجودہ دور میں فطرہ نقد ادا کرنے سے اس کے مقصد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی' بلکہ ادا کرنے والے اور فطرہ لینے والے کے لیے آٹے کی فروخت میں جو دہرا نقصان ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہوتا۔ ہم دکاندار کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور مسکین غریب کو دہرا نقصان پہنچانے کا باعث بنتے ہیں' یہ شریعت کا ہرگز منشأ نہیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فطرہ بجائے جنس کی شکل کے اگر رقم کی شکل میں ادا کیا جائے تو نہ دین میں کسی قسم کا نقص واقع ہوتا ہے اور نہ اس کے مقصد و روح میں' بلکہ مقصد تو بہتر طریقہ سے اسی صورت میں پورا ہوتا ہے جب فطرہ رقم کی شکل میں ادا کیا جائے۔ اگر ہم یک صد روپیہ فطرہ ادا کرتے ہیں تو واقعی ایک صد روپیہ کے مساوی قوت خرید فراہم کرتے ہیں اور آٹے کی صورت میں نقد روپیہ کی بجائے ۹۰ روپیہ کی قوت خرید فراہم کرتے ہیں جس سے دکاندار کو فائدہ اور اپنے غریب و مسکین بھائی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

فطرہ اڑھائی کلو مقرر کرنا

فطرہ کا نصاب ایک صاع ہے جو پیمانۂ حجم ہے' پیمانہ وزن نہیں۔ ہم نے اپنی آسانی کے لیے حجم کو کلوگرام وزن میں تبدیل کر لیا جس کی تائید کسی حدیث سے نہیں ہوتی اور ایسا کرنے میں یہ نہ سوچا کہ ہر چیز کا ایک صاع وزن میں ڈھائی کلو نہیں ہوتا۔ ایک صاع آٹے کا وزن ڈھائی کلو ہوتا ہے' مگر ایک صاع گندم کا وزن ڈھائی کلو سے زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ آٹا پھولا ہوا ہوتا ہے اور گندم ٹھوس۔ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ سنت کے مطابق آٹا نہیں بلکہ سالم گندم فطرہ میں دینے چاہئیں یا پھر اس کی قیمت۔ جنس کی قیمت کے لحاظ سے فطرہ کی رقم زیادہ ہوگی اور فطرہ لینے والے غریب و مسکین کو فائدہ ہوگا۔ آسانی پیدا کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ رقم کی شکل میں فطرہ دینے والے کو آسانی اور لینے والے کو بھی فائدہ' کہ وہ اس روپیہ کے عوض عید کی خوشی کے سلسلہ میں اشیاءِ صرف خرید سکے گا' لہٰذا ایک ایسی آسانی جس میں دوطرفہ فائدہ ہو سنت کے خلاف معلوم نہیں ہوتی' کیونکہ اس طرح فطرہ کے تمام مقاصد بدرجۂ اتم پورے ہو جاتے ہیں۔

فطرہ اڑھائی کلو آٹا مقرر کرنا

عام طور پر فطرہ کے متعلق یہی اعلان کیا جاتا ہے کہ فطرہ ڈھائی کلو آٹا یا اس کی قیمت ۴۸ روپیہ ہے۔ (آج کل اڑھائی کلو آٹے کی قیمت ۴۸ روپیہ ہے)۔ فطرہ ادا کرنے والا یا تو

اڑھائی کلو آٹا دیتا ہے یا پھر ۴۸ روپیہ۔ اس سے شریعت کی منشأ پوری نہیں ہوتی۔ ''آٹے'' کی بجائے ''طعام'' کہنا چاہیے۔ بہت سے لوگوں کا طعام چاول ہے۔ ٹوٹا کمترین چاول اس وقت ۴۵ روپیہ کلو ہے' یعنی اڑھائی کلو چاول کی قیمت ۱۱۳ روپیہ ہوئی اور اڑھائی کلو آٹے کی قیمت ۴۸ روپیہ ہوئی۔ درمیانہ درجہ کا چاول جو متوسط درجہ کے گھرانوں میں کھایا جاتا ہے' وہ ۹۰ روپیہ کلو ہے جس کے حساب سے اڑھائی کلو چاول کی قیمت ۲۲۵ روپیہ ہوتی ہے۔ غور کیجیے کہ کہاں ۴۸ روپیہ اور کہاں ۲۲۵ روپیہ۔ اگر قیمت میں فطرہ دیا جائے تو جس کا طعام چاول ہے اس کا فطرہ ۲۲۵ روپیہ ہوگا' مگر اس سے بھی اڑھائی کلوگرام آٹا یا اس کی رقم ۴۸ روپیہ ہی لی جاتی ہے۔ صوبہ سرحد میں طعام گوشت ہے جس طرح ہمارا طعام چاول ہے۔ اور اس کے ساتھ ہم دال ترکاری وغیرہ بھی کھاتے ہیں' مگر طعام چاول ہی کہلاتا ہے۔ اس طرح صوبہ سرحد میں گوشت کے ساتھ یا تو اناج استعمال ہی نہیں کرتے یا پھر بہت معمولی اناج (روٹی وغیرہ) استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح وہاں کا طعام گوشت ہی ہے۔ غور کریں ایک صاع گوشت جس کا وزن اڑھائی کلوگرام سے بہت زیادہ ہوگا' تو اگر اس کا ایک صاع گوشت فطرہ دیا جائے گا یا اس کی قیمت تو وہ آٹے کے ۴۸ روپیہ سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔

غور کیجیے ہم نے صاع جو پیمانۂ حجم ہے' اس کو پیمانۂ وزن یعنی کلوگرام میں تبدیل کرنے کو سنت کے خلاف نہیں سمجھا لیکن فطرہ کو رقم میں ادا کرنے کو جس میں فریقین کو سہولت اور فطرہ لینے والے غریب و مسکین کو فائدہ ہے' رائج کرنا سنت سے انحراف سمجھا۔

علماء اور صاحب علم حضرات جن کا قرآن و حدیث کا مطالعہ بہت وسیع و عمیق ہے' جن میں فقہی صلاحیت ہے' ان سے گزارش ہے کہ مذکورہ وضاحت پر غور کرتے ہوئے صدقۃ الفطر کی ادائیگی طعام کے لحاظ سے نقد میں رائج کر کے غرباء و مساکین کی جشن ملی میں شرکت کو آسان اور یقینی بنائیں۔ جزاکم اللہ خیرا!

جہاد فی سبیل اللہ
ڈاکٹر اسرار احمد
کا ایک جامع خطاب
☆ صفحات: 72 ☆ اشاعت خاص: 40 روپے' اشاعت عام: 15 روپے